کیا جناب مسیح پرندے بنایا کرتے تھے؟

اَنِّىْۤ اَخْلُقُ لَـكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـــَٔةِ الطَّيْرِ (3:49) کی تفسیر

از مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی

قرآن مجید کے اصول تفسیر کی بناء پر کسی متنازعہ فیہ مسئلہ میں سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس میں محکم کیا ہے اور اس کے بعد اسی کی مدد سے متشابہ آیت کو حل کرنا چاہیئے۔ اس کلامِ پاک کی بیسیوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کا اظہار نہایت وضاحت کے ساتھ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرا کوئی خالق نہیں ہو سکتا۔ علاوہ ازیں اس دعویٰ کو دعویٰ کے الفاظ تک محدود نہیں رکھا بلکہ ایسے مضبوط دلائل کے ساتھ اسے مدلل کیا ہے کہ جس کی تردید اور ابطال ناممکن محض ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید ذات وصفات اور افعال نہ صرف اسلام کے محکم اصول میں سے ہے یعنی ذات باری کی توحید ایسی کامل ہے کہ اس کے سوا نہ کوئی دوسرا خدا ہے نہ اس کی کسی ایک صفت میں بھی کوئی شریک اور مساوی ہے اور نہ اس کے کسی فعل کے برابر کسی کا فعل ہو سکتا ہے شروع دُنیا سے تمام انبیاء کا بلا استثناء یہ متفقہ اصول ایمان ہے مگر جس محکم اور دلآویز پیرایہ میں قرآن مجید نے اسے بیان فرمایا ہے وہ نسلِ انسانی کا معراج العقول اور منتہائے کمال ہے۔ فرمایا:۔

1۔ **خلق کل شیء**۔ ہر شے جو پیدا ہوئی اللہ نے پیدا کی۔ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے (6:102، 13:16 وغیرہ)۔ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے اور نہ تھی جس کا خالق اللہ تعالیٰ نہ ہو۔ یہ ایک محکم اصول ہے۔

2۔ پھر بطور تنبیہ اور تہدید فرمایا کہ کیا اللہ کے سوا اور بھی کوئی خالق ہے؟ **ھل من**

خالق غیر اللہ(35:3)۔

3۔ بڑی تاکید کے ساتھ فرمایا وہی پیدا کنندہ(خالق) ہے اور خاکہ وتصویر بنانے والا ہے۔ھو اللہ الخالق الباری المصوّر (59:24)۔

4۔ ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا۔ انسان کے علم وبصیرت عقل وخرد ہدایت اور معاش کے فائدہ کے لئے جو کچھ زمین میں ہے وہ سب اسی اللہ نے پیدا کیا(2:29) بیفائدہ اور محض تماشاد کھانے کے لئے کچھ نہیں بنایا۔

5۔ دنیا کی ہر قدرتی چیز جو اس خالق حقیقی کے ہاتھ سے نکلی ہے بے حد حُسن اور خوبصورتی رکھتی ہے اس لئے اس کا پیدا کرنے والا احسن الخالقین ہے اس کے سوا کسی دوسرے کو خالق نہ سمجھنا اور نہ معبود گردانتا: اتدعون بعلاً وتذرون احسن الخالقین (37:125) احسن الخالقین کو چھوڑ کر کسی کو خالق اور معبود گردانتا محض نادانی ہے۔

6۔ کیا کوئی اور بھی اس ایک کے سوا خالق اور رازق ہے؟ خالق کے لئے اپنی مخلوق کا رازق ہونا بھی ضروری ہے۔ جب بھی کوئی جانور پیدا ہو گا وہ ہوا پانی اور جگہ کا محتاج ہو گا ورنہ ایک لمحہ بھی زندہ نہیں رہ سکتا اور نہ ہو سکتا ہے۔ محض منہ کی پھونک سے کچھ نہیں ہو سکتا ۔ نبی کے بحیثیت انسان ہونے کے جو پھونک منہ سے نکلے گی وہ کاربانک گیس (carbonic gas) ہو گی اس لئے فرمایا ھل من خالقٍ غیر اللہ یرزقکم (35:3)، کیا کوئی غیر اللہ خالق اور رازق یعنی زندگی کا سانس دینے والا ہو سکتا ہے؟ بغیر رازق ہونے کے خالق ہونا بے معنی اور بے کار ہے۔

7۔ جن کو خدا پکارتے ہو یا خدا کا بیٹا کہتے ہو سو مجھے دکھاؤ اور بتاؤ انہوں نے کیا پیدا

کیا گویا کچھ نہیں پیدا کیا: **فارونی ماذا خلق الذین من دونہ**(31:11)۔ دلیل اور برہان سے ثابت کرو کہ انہوں نے کبھی کچھ پیدا کیا تھا۔ دلیل اور آنکھ دونوں سے دیکھنا ہوتا ہے گویا وہ لوگ جو مسیح کو خدا کا بیٹا پکارتے ہیں پہلے یہ تو بتائیں کہ اس نے اپنے باپ کی طرح کوئی چیز بنا کر دکھائی یا اس طریق پر بنائی ہو جس طرح باپ بناتا ہے۔ یہ قرآن مجید کا گویا کھلا چیلنج ہے۔ خدا کیونکر بناتا ہے اس کا ذکر بعد میں آئے گا مگر یہ یاد رکھو کسی دوسرے کا کوئی فعل خدا کے فعل کے مشابہ نہیں ہو سکتا۔

8۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو نمرود کے بالمقابل ایک دلیل سکھائی: **ربی الذی یحی ویمیت** (2:258) کسی چیز میں زندگی پیدا کرنا اور اسے موت دے دینا یہ میرے رب کی ہی صفت ہے کوئی دوسرا نہ کسی کو زندگی دے سکتا ہے اور نہ اللہ کے حکم کے سوا کوئی زندہ مر سکتا ہے۔ اگر اللہ کے سوا کوئی دوسرا زندگی دے سکتا ہے تو یہ دلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ناقص ہو گی اور اللہ کی دی ہوئی دلیل جو قرآن مجید میں بھی وحی کی گئی کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔ پس کسی کا پرندے کا بنانا یا مٹی کے جسم کو زندگی عطا کرنا ناممکن ہے۔

9۔ پرندے پیدا کرنے کا طریق جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا وہ پرندوں کے جوڑے یا ازواج پیدا کرنے کا طریق ہے چنانچہ فرمایا **سبحان الذی خلق الازواج کلھا**(36:36) ”پاک و بے عیب اور بے نقص ہے وہ ذات جس نے سب کے جوڑے پیدا کئے“۔ مسیحؑ کے پرندے بنانے پر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ ایک طریق خدا کے پرندے پیدا کرنے کا ہے، ایک مسیح کا پرندے بنانے کا ہے۔ دونوں میں سے کونسا احسن اور اعلیٰ ہے، اور کفایتِ جگہ، محنت اور وقت کا ہے؟ یہ ظاہر ہے کہ مسیح کا پرندے سے بنانا آسان ہے۔ وقت محنت اور طریق تخلیق کے لحاظ سے اس میں بہت کفایت ہے۔ مٹی لی مٹھی میں، دبائی پرند کی شکل بنائی اور پھونک ماردی بس پرندہ اڑنے لگا! مگر اللہ تعالیٰ کا طریق بہت

لمباہے وقت کے لحاظ سے ، جگہ کے لحاظ سے اور کام کے انداز سے پہلے نر و مادہ پیدا ہوتے ہیں، جوان ہوتے ہیں، اس کے بعد ایک خاص موسم میں ان کا باہم میل ہوتا ہے۔ پھر کئی دنوں کے بعد انڈے تیار ہوتے ہیں۔ انڈے دینے کے بعد مادہ انڈوں پر بھوکی پیاسی بیٹھی رہتی ہے اور کئی دن تک ان کو گرمی پہنچائی ہے۔ پھر بچے نکلتے ہیں۔ کئی دنوں میں ماں باپ یا صرف ماں کے پرورش کرتے رہنے سے بچے اس قابل ہوتے ہیں کہ اڑ سکیں مگر یہاں مٹی لی پرندہ کی شکل بنائی اور پھونک ماردی اور پرند اڑنے لگا! اگر یہ آسان طریق اللہ تعالیٰ بھی پرند بنانے کا اختیار کرتا تو بے شمار پرندے نسل انسانی کو کھانے کیلئے مل جاتے اور **ولحم طیر مما یشتھون** ("اور پرند کا گوشت جس کی انہیں خواہش ہو"، 56:21) کا مزہ یہاں ہی مل جاتا۔ سوال یہ ہے کہ **احسن الخالقین** یا بہترین خالق کون ہے؟ پرندے تو دونوں کے برابر ایک جیسے ہیں مگر بنانے میں آسانی اور وقت کی بچت مسیح کے پرندے بنانے میں ہے۔ احسن الخالقین وہ ہے جو پھونک مار کر فوراً بنا دیتا ہے، نہ کہ آہستہ آہستہ عرصہ دراز میں پیدا کرنا۔

10۔ موت اور زندگی دونوں پر اللہ تعالیٰ کا قبضہ اور تصرف ہے۔ اپنا یہ اختیار اس نے کسی کو عطا نہیں کیا۔ یوں ایک اختیار تو کیا، ہمارے مولوی صاحبان کے خیال میں اللہ تعالیٰ اپنے سارے اختیارات کسی دوسرے کو سونپ کر اپنی خوشی سے مر بھی سکتا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا ازروئے قرآن مجید اور تعلیمات اسلام "بناہوا" بھی خدا ہو سکتا ہے؟ اگر ہو سکتا ہے تو خدا جہاں ایک اپنے جیسا خدا بنا سکتا ہے وہاں اسے مار بھی سکتا ہو گا اور مرا ہوا بھی خدا ہو گا۔ ہمارے علماء کرام کے ہاتھ میں دلیل کا ڈنڈا صرف ایک **ان اللہ علی کل شیٔ قدیر** ہے۔ اللہ ہر بات پر قدرت رکھتا ہے یعنی وہ مر سکتا ہے۔ جھوٹ بول سکتا ہے اپنے جیسا خدا بنا سکتا ہے اور جو بنا ہے، وہ آگے اور خدا بنا سکے گا۔ یعنی ایک خدا بنانے

پر کیا حد بندی ہے ان اللہ علی کل شئ قدیر اللہ سب کچھ کر سکتا ہے تو اپنے جیسے کروڑ در کروڑ خدا بنا سکتا ہے۔

اس جگہ مجھے ایک بڑے مولوی صاحب کی بات یاد آگئی اب وہ زندہ نہیں اور ان کا معاملہ خدا کے حضور پیش ہے اس لئے نام لینے کی ضرورت نہیں *۔ وہ آریوں کے مقابلہ میں ایک جگہ میرے ساتھ شریک مناظرہ تھے۔ انہوں نے ہزارہا لوگوں کے مجمع میں فرمایا "خدا اپنے جیسا خدا بنا سکتا ہے مگر جو بنے گا وہ کہے گا میں تیرے جیسا نہیں"۔ مولوی صاحب کے حواریوں نے نعرہ لگایا "سبحان اللہ"! میں ان لوگوں کی سمجھ اور عقل پر حیران تھا کہ اتنے میں پنڈت رام چندر دہلوی، جو اس وقت ہمارا مد مقابل تھا، کھڑا ہوا اور اس نے کہا:

"واہ واہ کیا اچھا جواب مولوی صاحب نے دیا کہ جس سے اول تو یہ معلوم ہوا کہ مولوی صاحب کا خدا بنا ہوا بھی ہو سکتا ہے کیونکہ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ خدا اپنے جیسا خدا بنا سکتا ہے، اور دوسرے یہ کہ خدا جھوٹا بھی ہو سکتا ہے کیونکہ مولوی صاحب کا کہنا یہ ہے کہ جو بنے گا وہ کہے گا میں تیرے جیسا نہیں اگر خدا نے اپنے جیسا خدا بنا لیا تو وہ جھوٹ کیوں بولے گا کہ میں تیرے جیسا نہیں۔ یا تو خدا کو اپنے جیسا بنانا آیا نہیں اور یا دونوں خدا جھوٹے ہیں کہ ایک خدا نے یہ کہہ کر جھوٹ بولا کہ میں نے اپنے جیسا خدا بنا لیا محض اپنی کمزوری کو چھپانے کے لئے کہ کام تو ٹھیک بنا نہیں سکا اور دعویٰ یہ کر دیا کہ میں نے بنا لیا اور دوسرا خدا اس لئے جھوٹ بولے گا کہ وہ آگے اپنے جیسا تیسرا خدا نہ بنا سکا۔"

---

* تاریخی ریکارڈ کے لیے بتانا ضروری ہے کہ یہ مولانا ثناء اللہ امرتسری تھے۔ یہ واقعہ میں نے خود مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی سے سنا (مرتب: زاہد عزیز)۔

جب خدا نمبر (۱) نے خدا نمبر (۲) اپنے جیسا بنالیا تو خدا نمبر (۲) خدا نمبر (۳) بھی بنا سکے گا اور یہ سلسلہ گھڑے ہوئے خداؤں کا ابد الآباد تک جاری رہے گا اور خداؤں کی جنگ آپس میں ہمیشہ ٹھنی رہے گی کیونکہ ان سب خداؤں میں برتری اور فضیلت یا تمیز کیسے ہوگی کہ نمبر (۱) اور نمبر (۲) اور نمبر (۳)، وغیرہ، وغیرہ میں کونسی صفات ہیں جو ان کو خدا ثابت کرتی ہیں اور کونسی صفات ہیں جو نمبر (۱) کو (۲) سے، اور (۲) کو نمبر (۳) سے متمیز اور مخصوص کرتی ہیں۔ پس مسیح کا خالق ہونا اور ایسے پرندے بنانا جیسے خدا بناتا ہے، یہ تشابہ فی الخلق ہے کہ جس کی تردید قرآن مجید کرتا ہے کہ نہ صرف یہ کہ خدا خالق کل شیٔ ہے بلکہ اس کی خلق کے ساتھ کسی دوسرے کی خلق میں تشابہ نہیں ہو سکتا۔ بہر حال یہ دو خداؤں کا معاملہ ہے مولوی صاحبان ہی فیصلہ کریں دونوں خداؤں میں سے جھوٹا خدا کون سا ہے وہ جس نے خدا بنالیا، یا وہ جو خدا بنا۔

اس بحث میں دیوبندی علماء کو دو ٹھوکریں لگی ہیں ایک یہ کہ وہ ان اللہ علی کل شیٔ قدیر کے معنی نہیں سمجھے۔ شیٔ دراصل وہ نہیں جو مولوی صاحب چاہتے ہیں بلکہ وہ جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی صفات کے خلاف کچھ نہیں چاہتا۔ جھوٹ بولنا، مرنا اور اپنے جیسا خدا بنانا یہ اس کی صفات اور مرضی کے خلاف ہے اور لفظ قدیر جو اس کی قدرت اور طاقت کو ظاہر کرتا ہے اسی کی حکمت اور حسن تدبیر کا اظہار بھی کرتا ہے۔ مثلاً ایک پہلوان اگر یہ دعویٰ کرے کہ وہ 50 من وزنی ہتھوڑا چلا کر بتاشہ توڑ سکتا ہے تو اسے جہاں ایک طاقتور پہلوان یعنی 50 من وزن اٹھانے والا سمجھا جائے گا وہاں عقل کے لحاظ سے نہایت بیوقوف سمجھا جائے گا کہ بتاشہ جو ہاتھ سے مسلا جا سکتا ہے اسکے لئے اس نے پچاس من وزنی ہتھوڑا استعمال کیا۔ اس طرح خدا قدیر ہے مگر وقت کی کفایت اس کے کاموں میں موجود ہے جو کام ہزاروں برسوں میں کرنے کا ہوتا ہے اسے ہزاروں برسوں میں

کرتا ہے اور جو کام ایک سیکنڈ کے لاکھوں حصہ میں کرنے کا ہے اسے اتنے ہی کم وقت میں کرتا ہے۔

سو یہ یاد رکھو ان اللہ علیٰ کل شیٔ قدیر "اللہ تعالیٰ ہر شئے پر بے شک قدرت رکھتا ہے" مگر یہ قدرت اس کی اپنی حکمت دانائی اور حسن کار سے خالی نہیں۔ اس لئے فرمایا ولقد خلق السمٰوٰت والارض وما بینھما فی ستۃ ایام وما مسنا من لغوب (50:38)، یعنی آسمان اور زمین اور جو کچھ اُن کے اندر ہے اسے ہم نے چھے طویل وقتوں میں بنایا، اتنے طویل عرصہ تک کام کرتے کرتے ہم کوئی تھک نہیں گئے۔ اور وہ عظیم الشان کام جو ایک لمحہ کے اندر ہوتے ہیں وہ بھی اس کی قدرت میں ہیں۔ وما امرنا الا واحدۃ کلمح بالبصر (54:50) "ہمارا ایک حکم ہے جو یوں ہو جاتا ہے جیسے آنکھ کی جھپک" اور ایک دوسری جگہ فرمایا وما امر الساعۃ الا کلمح بالبصر اوھو اقرب ان اللہ علی کل شیٔ قدیر (16:77) "اور اس گھڑی کا معاملہ آنکھ جھپکنے کی طرح ہے بلکہ اس سے بھی بہت جلد"۔

عربی زبان میں لمح کے معنی ہیں آنکھ چھپا کر دیکھا اور لمحہ عجلت کے (بہت جلدی) دیکھنے کو کہتے ہیں اور لمحۃ البرق بجلی کی رفتار پر بولا جاتا ہے جو ایک سیکنڈ میں ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل طے کر جاتی ہے۔ یہ بھی گویا اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم الشان کام ہے جو لمحہ بصر ایک سیکنڈ کے لاکھویں حصہ میں انجام پذیر ہو جائے گا مگر اس کا کوئی کام حکمت اور تقاضائے وقت یا قضاء وقدر سے خالی نہیں۔ مولوی لوگ اکثر جناب مسیحؑ کے آسمان پر چڑھ جانے کی دلیل ان اللہ علی کل شیٔ قدیر سے دیتے ہیں لیکن وہ جو آسمان پر لیجا کر مسیح کو بچا سکنے پر قادر ہے کیا اُسے زمین پر بچا سکنے پر قادر نہیں۔

ایک اور امر جو اس سلسلہ میں یاد رکھنا چاہیئے یہ ہے کہ غلط سوال کا جواب یہ ہوتا ہے

کہ سائل کو کہا جائے کہ تم اپنا سوال ٹھیک کرو۔ یہ سوال ہی سرے سے غلط ہے کہ خدا اپنے جیسا خدا بنا سکتا ہے یا نہیں کیونکہ خدا کے بن سکنے اور بنا سکنے کا سوال اس وقت ہو سکتا ہے جب بنا ہوا بھی خدا ہو۔ تو مخالف کو یہ کہا جائے کہ تمہارا سوال ہی غلط ہے، بنا ہوا خدا نہیں ہو سکتا لفظ "خدا" اور اس کے بنا ہوا ہونے میں تضاد معنوی ہے۔ خدا وہی ہے جو بنا ہوا نہ ہو۔ بناوٹی خدا، خدا نہیں کہلا سکتا۔ بنا ہوا ، حادث ، یعنی ایک خاص وقت سے ہو گا اور مخلوق ہو گا۔ اور فانی ہو گا اسے خدا کہنا ہی غلط ہو گا۔

11۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ کے سوا کوئی کسی چیز کا خالق نہیں۔ اگر اور بھی اللہ سوا کسی نے کوئی مخلوق بنائی ہوتی تو وہ خالق اپنی اپنی مخلوق ضرور اپنے اپنے قبضہ اور تصرف میں رکھتے اور وہ سب خالق اپنے اپنے علو اور غلبہ کا دعویٰ کرتے کہ میں نے اچھی اور زیادہ اعلیٰ چیز پیدا کی ہے۔ ان میں جنگ ہوتی جیسا بادشاہوں میں ہوتی ہے: وما کان معه من الٰہٍ اذاً لذهب کل الٰہٍ بما خلق لعلا بعضهم علی بعضٍ سبحان اللہ عما یصفون (23:91) "اور نہ اسکے ساتھ کوئی خدا ہے، اس صورت میں ہر ایک خدا اسے لے جاتا جو اس نے پیدا کیا ہوتا، اور ایک (خدا) دوسرے پر برتری لینے کی کوشش کرتا۔ اللہ اس سے پاک ہے جو وہ بیان کرتے ہیں۔"

اگر پرندے بنانے کا بھی کوئی معجزہ تھا اور وہ دلیل تھی مسیح کی نبوت کی یا معجزہ تھا ان کی صداقت کا، تو اسے دیکھنے کے محتاج صرف وہی لوگ نہ تھے جو اس خاص وقت ان کے سامنے موجود تھے بلکہ عمر بھر اور آپ کے بعد بھی ضرور تھی کہ ان کی نبوت کو ثابت کرنے کے لئے ان پرندوں کو ساتھ ساتھ رکھا جاتا یا کسی جگہ محفوظ رکھے جاتے یا ان کے دیکھنے والوں کی اتنی کثرت ہوتی کہ جن کی شہادت کی وجہ سے کوئی شخص ان کا انکار نہ کر سکتا۔ تاکہ ان پرندوں کی زیارت سے لوگ ان کی نبوت پر ایمان تازہ رکھتے۔ ورنہ جس

مسیح علیہ السلام نے یہ معجزہ دکھایا اور اتنا بڑا معجزہ دکھایا کہ خدا کے واحد خالق ہونے میں رخنہ ڈال دیا، تعجب ہے کہ ایسے معجزہ کی حیثیت آئی اور وقتی ہو اور ایک گم شدہ چیز کی رہ جائے جس کے نہ کوئی گواہ ہوں، نہ وہ پرندے موجود ہوں اور نہ ان پرندوں کی نوعیت کا ہی کسی شخص کو علم ہو۔

اناجیل جو جناب مسیح علیہ السلام کی زندگی کے واقعات کا غلط یا صحیح ریکارڈ ہے مگر اس سے بڑھ کر اور کوئی ثبوت ان کی زندگی کا موجود بھی نہیں ہے، ان میں اس معجزہ کے مشاہدہ کرنے والوں کا کہیں ذکر نہیں۔ کم از کم جناب مسیح علیہ السلام اس معجزہ کو دیکھنے والوں کو اپنے ساتھ رکھتے اور حسب ضرورت بطور گواہ ان کو دوسروں کے سامنے پیش کرتے اور ان کی گواہی دلواتے۔ کیونکہ جتنا بڑا اخلاف عقل اور مشاہدہ کوئی معجزہ بیان کیا جاتا ہے اس کے لئے گواہی بھی اور دلیل بھی اتنی ہی زبردست ہونی چاہئے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے دیکھا ایک آدمی کے سرپر چڑیا بیٹھی تھی تو ہمیں اس کی گواہی کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ یہ ایک عام بات ہے لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ میں نے دیکھا کہ آدمی ہاتھی سرپر اٹھائے یا ہمالیہ پہاڑ ہتھیلی پر رکھے چلا آرہا تھا تو ہم یہ کہیں گے کہ اس کے لئے بے شمار گواہوں کی کثرت اور زبردست دلیل کی ضرورت ہے مگر اس معجزہ کا کوئی عینی گواہ انجیل میں مذکور نہیں اور نہ اس واقعہ کا کہیں ذکر ہے حالانکہ مسیح علیہ السلام کے دوسرے بہت سے معجزات بلکہ فرضی معجزات بھی بیان کئے گئے ہیں۔

12۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا **الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر** (67:14) ”کیا وہ نہیں جانتا کہ کس نے پیدا کیا حالانکہ وہ لطیف اور خبیر ہے“۔ صفت خلق کے رکھنے سے لطیف اور خبیر اور علیم ہونا ضروری ہے۔ پیدائش سے پہلے طریق پیدائش اور مخلوق کی صفات اور خصوصیات کا جاننا ضروری ہے جو کچھ پیدا کرے

گا وہ علیم ضرور ہو گا اس لئے اس کی وضاحت میں فرمایا **ھو بکل خلق علیم** (**36**:79) "وہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی خلق کو خوب جانتا ہے"۔ اس کے سوائے خلق اور پیدائش کا پورا پورا علم کسی کو نہیں چونکہ پیدائش کے مختلف اور متعدد طریق ہیں۔ اگر پیدائش کا کوئی ایک طریق جان سکتا ہے تو دوسری قسم کی پیدائش کا طریق بھی اسے معلوم ہو سکتا ہے۔ انسان پر غور کیا جائے تو اس میں تین طرح کی تخلیق معلوم ہوتی ہے: نباتاتی صفات، حیوانی صفات اور مخصوص انسانی صفات والی پیدائش۔ اگر کوئی نباتی اور حیوانی صفات والی مخلوق بنا سکتا ہے تو انسانی صفات والی مخلوق بھی بنا سکے گا۔ مگر قرآن مجید کی رو سے ہر قسم کی خلق یا مخلوق کی تخلیق اللہ تعالیٰ سے خاص ہے۔ آپ آلو اور مولی کے اجزاء اور ان کی مقدار بتا سکتے ہیں مگر ان اجزائے نشاستہ اور معدنی نمک وغیرہ وغیرہ کو ملا کر آلو نہیں بنا سکتے۔ پس مخلوق کی ہر صفت اسی کی پیدا کردہ ہے اور وہ ہر طرح کی تخلیق خوب جانتا ہے۔ ہر ایک جانور مخصوص صفات اور خواص کا حامل ہے جو اس کے جسم یا روح کا خاصہ ہے اور وہ یہ صفات خارج سے نہیں بلکہ اپنی نوع یا جنس سے حاصل کرتا ہے عقاب کا انڈا۔ بط کا انڈا اور سانپ کا انڈا، تینوں کو لے کر اگر مناسب حرارت پہنچائی جائے تو ان سے تین بچے پیدا ہوں گے۔ کچھ دنوں بعد عقاب کا بچہ اڑنے کی کوشش کرے گا، بط کا بچہ پیرنے کی سعی کرے گا اور سانپ کا بچہ زمین میں گھسنے یا چھپنے کی جدوجہد کرے گا، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ روح زندگی اور اس کی صفات کا اجسام کے ساتھ تعلق اس کے خالق کی ہستی رحمت، حکمت اور اس کی قدرت کی دلیل ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسانی تخلیق کے بارہ میں ایک جگہ فرمایا:۔ **اولم یرالانسان انا خلقناہ من نطفۃ فاذا ھو خصیم مبین** (**36**:77) "انسان غور کیوں نہیں کرتا ,ہم نے اسے پانی کی چند بوند سے پیدا کیا تو پھر وہ مدلل بحث کرنے والا ہو جاتا ہے۔"

ان چند الفاظ کے اندر اللہ تعالیٰ نے تخلق انسان اور حیوان کا ایک فلسفہ بیان کیا جس کی دوسری آیات سے ملا کر نہایت بلیغ تفسیر ہو سکتی ہے۔ انسان، حیوان (پرندوں وغیرہ) سب کی تخلیق اللہ تعالیٰ کی ہستی، اس کے علیم و حکیم اور خبیر ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے۔

انسان جب کوئی مشین بناتا یا کوئی صنعت ایجاد کرتا ہے تو سب سے پہلے اس کے اجزاء کی تکمیل کرتا ہے مگر اس سے بھی پیشتر مواد اور اوزار جمع کرتا ہے۔ آپ فرض کیجئے کہ جناب مسیح علیہ السلام نے پرندے بنانا ہے، وہ اس کے جسم کی نسبت سے کم یا زیادہ مٹی لیں گے پھر اسکی شکل جانور کی سی بنائیں گے اگر صرف شکل ظاہری بنانی ہے تو اسی قدر کافی ہے لیکن اگر واقعی پرند بنانا ہے تو اس کے اندر دل، جگر، آنکھیں، معدہ، پھیپھڑے رگیں۔ شریانیں اعصاب کان، ناک، دماغ بلکہ کروڑوں سیلز وغیرہ وغیرہ الگ الگ بنا کر پھر ان کو جسم میں اپنی اپنی جگہ لگانا ہو گا جو واقعی ایک انسان کے لئے ناممکن ہے اور عمر بھر بھی لگا رہے تو آنکھ کے اعصاب بنا نہ سکے گا۔ اس طریق تخلیق پر غور کیجئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے انسان کو پانی کی بوند سے بنایا۔ الگ الگ پرزے دل، جگر اور دماغ وغیرہ وغیرہ کے گھڑ کر جوڑ نہیں دیا بلکہ اسی بوند پانی سے آہستہ آہستہ ہر ایک چیز نکلتی آتی ہے، دل و دماغ معدہ، جگر بلکہ جیسا اس کے باپ اور نسل کا نطفہ میں خلاصہ موجود تھا اس کے ابا و اجداد کے تمام خصائص پانی کی چند بوندوں میں محیر العقول اختصار کے ساتھ کھینچ کر آ گئے 24 ''کروموسومز'' باپ کے اور 24 ماں کی طرف سے، کل 48 نظر نہ آنے والے خصائص وعادات، قد و قامت، بالوں کا رنگ، آنکھوں کی بناوٹ اور رنگ، چہرہ کی شکل زبان دانت کان ناک وغیرہ وغیرہ سب اس خلاصہ میں کھینچ کر آ گیا اور عمر بھر ظاہر ہوتا رہے گا۔ کوئی چیز گھڑی کے پرزوں کی طرح گھڑ کر اپنی اپنی جگہ لگائی نہیں گئی بلکہ آہستہ آہستہ نامعلوم طور پر بنتی گئی بڑھتی گئی اور کمال کو پہنچتی گئی فتبارك الله احسن الخالقين۔ یہ ہے

طریق تخلیق کا اعجاز جو مسیح یا کسی دوسرے انسان اور سائنسدان سے ناممکن محض ہے۔ مسیح اگر پرندہ بنائے گا وہ روشنی اور اوزاروں کا محتاج ہو گا مگر ذرا دیکھنا خدا کیونکر بناتا ہے **خلقا من بعد خلق فی ظلمات ثلاث** (39:6) ایک ایک چیز بنتی جاتی ہے اور خلق کے درجے اور زینے جسم طے کرتا رہتا ہے مگر بنانے والا تین قسم کے ظلمات اور اندھیروں کے اندر یہ باریک اور بڑی بھاری قوت کی خوردبین سے نظر نہ آنے والے جوڑ توڑ لگاتا جاتا ہے۔ تین قسم کے ظلمات اور اندھیرے ماں کا پیٹ، اس کے اندر رحم، اس کے اندر بچہ، اور جسم اور اس کے اندر کی مشینری کس حکمت اور اور دانائی کے ساتھ اپنی اپنی جگہ پر درست ہوتی چلی جاتی ہے۔ کیا مسیح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی اس حکمت بالغہ کا علم اور ہنر حاصل کر سکتا ہے؟

— از رسالہ 'روحِ اسلام'، لاہور، مارچ 1956، صفحہ 9 تا 18۔